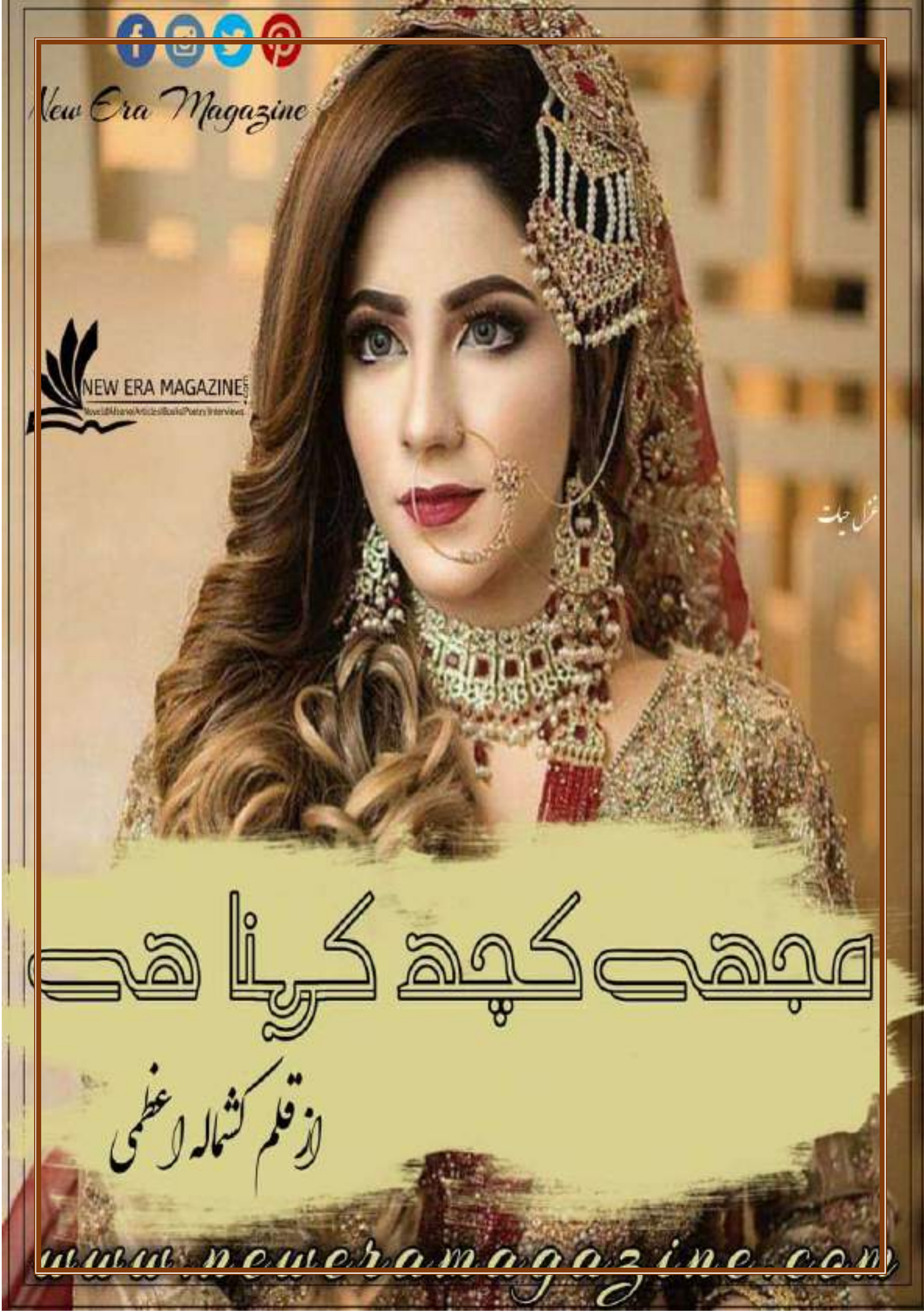
New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
مجھے کچھ کہنا ہے
از قلم کشمالہ اعظمی
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(جاری ناول)

مجھے کچھ کہنا ہے

از کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اسلام وعلیکم قارئین!!! اسلام وعلیکم قارئین

ایک بار پھر آپ سب کی دُعاؤں اور اللہ کے فضل سے میں آپکی خدمت میں اپنی نئی ناول کے ساتھ اِس اُمید سے حاضر ہوئی ہوں کی یہ آپ سب کو پسند آئے اور آپ سب میری حوصلہ افزائی کرے۔

دُعاؤں کی طلبگار

کشمالہ اعظمی

شکریہ

مجھے کومل بی بی سے بہت محبت ہے۔۔۔۔۔۔

دلاورے۔۔۔۔۔۔۔تمہاری ہمّت کیسے ہوئی یہ سب کہنے کی اگر ہم نے تمہیں اپنے ہاتھوں سے پالا نہ ہوتا تو تم ابھی یہاں کھڑے ہوئے نظر بھی نہیں آتے۔۔۔

اس سے پہلے کہ ہم غصّے سے کچھ کر بیٹھے۔۔۔۔۔۔تم یہاں سے ہمیشہ کیلئیے چلے جاؤ۔

لیکن بڑی بی میں آپ کے بنا کیسے جی پاؤنگا۔۔۔۔۔۔

جو بات ابھی تم نے کہی ہے اسے اپنے دل سے نکال دو۔۔۔اور اس گھر سے دفع ہو جاؤ۔۔۔

ایسا مت کریئے بڑی بی یہ دونوں ہی کام میرے۔۔۔۔۔۔۔میرے بس سے باہر ہے۔۔۔۔۔۔۔دلاور نے بڑی بی کے قدموں میں گر کر سسکتے ہوئے کہا۔

تم یہاں سے ابھی اور اسی وقت جاؤ گے۔۔۔۔۔اور ہاں کسی کو اس بات کی خبر نہ ہو جو بکواس تم نے میرے سامنے کی ہے۔۔۔۔۔۔ورنہ تم زندہ نہیں بچو گے یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔۔۔۔

نہیں بڑی بی میرے ساتھ ایسا مت کریئے۔۔۔میں جی نہیں پاؤنگا۔۔۔اور کہا

جاؤنگا۔۔۔۔دلاور نے پھر سے التجا کیں۔

جو حماقت تم کر بیٹھے ہو اُسکی یہی سزا ہے۔۔۔۔

نکل جاؤ۔۔۔۔۔میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔۔۔۔ورنہ میرا مرا منہ دیکھو گے۔۔۔۔۔بڑی بی نے بڑی ہمّت سے اپنے دل کے ٹکڑے کو آخری دفعہ تڑپ کر دیکھا اور نظریں پھیر لیں۔

آپ کا حکم سر آنکھوں پر بی بی جان۔۔۔۔اگر آپ مجھے دیکھنا نہیں چاہتی تو آپ کی یہ خواہش ضرور پوری ہو گی۔۔۔۔دلاور نے روتے ہوئے کہا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بڑی حویلی سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

بڑی بی کے کب سے روکے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔۔۔۔۔۔۔یا خدا میرے بچّے کو اپنی امان میں رکھنا۔۔۔۔

****

بڑی حویلی میں خوب رونق لگی ہوئی تھی اور ہوتی بھی کیوں نہیں وہاں کے سب سے چھوٹے اور اکلوتے نواب لندن سے پڑھ کر واپس جو آرہے تھے۔۔۔

حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ سجاتے بھی کیوں نہیں۔۔۔۔اس حویلی کے مکین نے غم اور دکھ کے سوا دیکھا ہی کیا تھا۔۔۔

نواب شمشیر خان اور فاطمہ شمشیر خان کو خدا نے تین بیٹوں سے نوازا تھا۔۔۔۔۔۔ یاسر خان۔۔۔ناصر خان اور سب سے چھوٹے اور لاڈلے آذر خان۔۔۔۔۔ بڑی حویلی میں ہر وقت ہنسی مذاق لگا رہتا کیونکہ ان کے تینوں بیٹے فرمابردار اور خوش مذاج تھے۔۔۔۔اتنے پیسوں کی ریل پیل کے باوجود ان کو گھمنڈ چھو کر نہیں گزرا تھا۔۔۔

اس حویلی کی خوشیوں کو نجانے کس کی نظر لگ گئی یا یہ کہا جائے خدا کو جو منظور ہو تو انسان اس میں کیا کر سکتا ہے۔۔۔۔یاسر خان کی بارات لے جاتے وقت شمشیر خان اور ناصر خان یاسر کی گاڑی میں سوار تھے جو بڑے سے ٹرالے کے ٹکرانے سے ابدی نیند سو گئے۔۔۔۔۔

پیچھے فاطمہ بیگم غم و صدمے سے بے حال ہو گئی۔۔۔۔ لیکن کہتے ہے وقت بہت بڑا مرہم ہوتا ہے تو فاطمہ بیگم نے بھی چھوٹے بیٹے آذر کے لیے اپنے آپ کو سنبھالا۔۔۔۔آذر باپ اور بھائیوں کی جدائی سے مرجھا سا گیا اور چند مہینوں بعد اسٹڈی کے لیے لندن چلا گیا۔

آج اتنے سالوں بعد نواب آذر خان واپس لوٹ رہا تھا تو حویلی کے لیے بہت خوشی کی بات تھی۔۔۔۔۔

فاطمہ بیگم بہت خوش تھی پر انہیں یہ نہیں پتا تھا کہ ابھی ایک اور پہاڑ ان پر ٹوٹنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

کومل بیٹی کیا کر رہی ہو؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ خاص نہیں بڑی بی بس ناول پڑھ رہی تھی۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔

بیٹی۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔۔رشتے والے تمہیں دیکھنے کے لیے آ رہے ہیں۔

آپ سب جانتی ہیں پھر بھی یہ سب کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔۔کومل نے دکھ و افسوس سے کہا۔۔۔۔۔۔

جانتی ہوں بیٹی پر وقت پر اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں۔

مگر ڈاکٹر بننا میرا سب سے بڑا خواب ہے بڑی بی۔۔۔۔۔

بیٹی تم اپنے بھائی کو اور حویلی کے رسم ورواج کو اچھی طرح سے جانتی ہو پھر بھی ضد باندھی ہوئی ہو۔

میں کوئی فضول ضد تھوڑی کر رہی ہوں۔۔۔۔ بڑی بی

میں کچھ نہیں جانتی شام کو تیار رہنا۔۔۔۔ کہہ کر بڑی بی کمرے سے ہی باہر نکل گئیں۔۔۔۔۔

کومل ماں کی کہی گئی بات کے لیے اپنے آپ کو تیار کر رہی تھی کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔۔۔وہ ایک سیدھی سادھی سعادت مند لڑکی تھی جس نے نہ کرنا کبھی سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔

****

یاور خان ایک بار پھر سے سوچ لو حامد ہماری کومل کے لیے بہتر تو ہو گا نا۔۔۔۔۔۔۔

بڑی بی کتنی دفعہ بتایا ہے کہ وہ لوگ شہر میں رہائش پذیر ہیں مگر خاندانی لوگ ہیں۔ ہماری طرح ان کی بھی زمین ہے یہاں پر ان کا آنا جانا بھی لگا رہتا ہے۔۔۔۔

بیٹا پھر بھی تم اچّھی سے پتا کر والینا۔۔۔۔

کروالیا ہے بڑی بی اس لیے ہی آج کومل کو دیکھنے کے لیے انکی فیملی کو بلایا ہے۔

تم کہہ رہے ہو تو ٹھیک ہے پر میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔

ارے بڑی بی بیٹی دور ہو جائے گی اس لیے آپ اداس ہو اور کوئی بات نہیں ہے آپ تسلّی رکھیئے۔۔۔۔۔

بڑی بی بے چین تھی اور کیوں نہ ہوتی ماں جو تھی۔

****

فاطمہ بیگم بڑی بے صبری سے آذر کی منتظر تھی۔۔۔۔۔۔۔

تبھی باہر سے ہونے والے شور کو سنتے ہی اُس طرف دوڑی اور آذر پر نظر پڑتے ہی اسکے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

ابھی وہ پوری طرح سے خوش بھی نہیں ہوئی تھی کہ اُن کی نظر آذر کے پیچھے پڑی۔۔۔۔۔اور وہ ایک آخری پہاڑ بھی اُن پر ٹوٹ پڑا۔

فاطمہ بیگم ایک جھٹکے سے آذر سے الگ ہو گئی۔۔۔۔۔

یہ لڑکی کو۔۔۔۔ن ہے آذر۔۔۔۔۔اور یہ بچّہ۔۔۔۔۔۔۔۔کس کا ہے۔

****

کومل بی بی۔۔۔۔۔۔کومل بی بی جلدی چلیئے آپ کو نیچے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گوری کی نظر اس پر پڑتے ہی۔۔۔۔۔زبان کو بریک لگ گئی۔۔۔۔۔

لائٹ گرین رنگ کے لانگ فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے ہلکے سے میک اپ میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ بی بی آپ کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔۔

اب اتنی بھی پیاری نہیں لگ رہی۔۔۔۔کومل تھوڑا جھینپتے ہوئے بولی۔

اب چلو بھی۔۔۔۔۔۔

کومل گھبراتے ہوئے گوری کے ساتھ چل دی۔۔۔۔

****

آذر تم نے سنا نہیں میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔فاطمہ بیگم نے غصّے سے کہا۔

امی،

وہ۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔۔لڑ۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

تم نے کیا یہ وہ لگار کھا ہے۔۔۔۔۔صاف صاف بتاؤ۔۔۔۔۔یہ لڑکی کون ہے؟

امی آپ مجھے اندر تو آنے دیجیے۔۔۔۔ملازموں کی سوالیہ نظروں کو پڑھتے ہوئے اُس نے جلدی سے کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔تم بس جلدی سے بتادو۔اپنے اندر اٹھتے خدشات کو دباتے ہوئے وہ بولیں۔

یہ میری۔۔۔میری۔۔۔۔بیوی ہے۔۔۔آخر آذر نے پوری ہمّت جمع کرکے سچ بول ہی دیا۔

آذر کی بات سنتے ہی فاطمہ بیگم دھڑام سے نیچے گر گئی۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔امی اٹھیے۔۔۔۔پلیز ایک بار اٹھیے۔۔۔پھر میں آپ کو سب بتادوں گا۔۔۔۔۔وہ فاطمہ پر جھکا چلایا۔۔۔۔۔

وہ جواب تو تب دیتی جب ہوش میں ہوتی۔۔۔۔۔فاطمہ بیگم بیہوش ہو چکی تھی۔

****

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔۔کومل نے ہال میں داخل ہوتے ہی دھیرے سے سلام کیا۔

ادھر آؤ بیٹا ہمارے پاس بیٹھو۔

ایک نفیس سی خاتون نے اپنے پہلو میں بیٹھنے کو کہا۔

بیٹی یہ رخسانہ ہے حامد کی والدہ۔۔۔۔بڑی بی نے کومل کی معلومات میں اضافہ کیا۔

ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔۔بہت ہی پیاری بیٹی ہے۔۔۔۔جتنا سنا تھا اس سے زیادہ پیاری ہے۔

کومل تھی ہی بالکل اپنے نام جیسی نازک سی۔۔۔۔گوری رنگت۔۔۔۔کھڑی ناک۔۔۔۔۔۔جھیل سی آنکھیں۔۔۔۔۔۔جن میں دیکھنے والا ہی ڈوب جائے اوپر سے اس کی معصومیت اور سعادت مندی۔۔۔۔۔

چند باتوں کے بعد شادی کی تاریخ طے کی جانے لگی۔۔۔۔

کومل شرماتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گئی۔

ہاں تو بڑی بی اگلے مہینے کی دو تاریخ بہتر رہے گی۔

جی۔۔۔جی۔۔۔بالکل یاور نے بھی مناسب سمجھا۔۔۔۔۔۔

****

آذر نے فوراً ڈاکٹر کو بلاوایا اور فاطمہ بیگم کو ان کے روم میں لا کر لیٹا دیا۔۔۔۔

آ۔۔۔۔ذ۔۔۔۔ر۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دیجئے۔۔۔۔یہ دن آپ کو میری وجہ سے دیکھنا پڑ رہا ہے۔۔۔۔۔راحیلہ نے روتے ہوئے کہا۔

دیکھو اب تم بھی رونا مت شروع کرو۔۔۔۔دعا کرو بس امی جلد ٹھیک ہو جائے۔

جی۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے نظریں نیچے رکھتے ہوئے دھیرے سے کہا۔

تبھی کمرے میں ڈاکٹر شاکر داخل ہوئے۔

شاکر صاحب دیکھئے نا امی کو کیا ہوا ہے۔

تم تسلّی رکھو۔۔۔۔۔انھوں نے کہا۔

گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے بس تھوڑی کمزوری اور اسٹریس کی وجہ سے بیہوش ہو گئی۔۔۔۔انجیکشن دے دیا ہے انہیں آرام کی سخت ضرورت ہے۔۔۔۔کچھ ہدایات دے کر وہ کمرے سے نکل گئے۔

راحیلہ جب تک میں امی سے پوری بات نہیں کر لیتا اور وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی پلیز تم انکے سامنے مت آنا۔

جی۔۔۔۔۔۔۔۔راحیلہ نے فرمابرداری سے کہا۔

مگر۔۔۔۔۔۔۔۔اگر۔۔۔۔امی نے مجھے قبول نہیں کیا تو۔۔۔۔۔وہ ڈر کر بولی۔

کیا اگر مگر لگا رکھا ہے۔۔۔۔۔دیکھو تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔دوسری بات میری امی کا ظرف بہت بڑا ہے۔۔۔ناراض ضرور ہے مگر تمہیں قبول نہ کرے ایسی کوئی بات نہیں۔

اب تم کمرے میں جاؤ۔۔۔۔

کس۔۔۔۔۔۔۔کمرے میں اس نے بھولے پن سے کہا۔

ارے یار میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا۔۔۔۔تمہیں کیسے پتہ ہو گا۔۔۔۔آذر نے خود کلامی کیں۔۔

رضیہ ارے او۔۔۔۔۔۔رضیہ

جی صاحب جی۔۔۔۔۔۔رضیہ فوراً دوڑتی ہوئی آئی۔

انھیں میرے روم میں چھوڑ آؤ۔

آ۔۔۔۔۔پ۔۔۔۔۔۔کے روم میں۔۔۔۔۔۔۔وہ کنفیوز تھی۔

جتنا کہا گیا ہے اتنا کرو رضیہ۔۔۔۔۔

جی صاب جی۔۔۔۔۔۔چلیے میم صاب

وہ دونوں کمرے سے نکل گئی تب آذر صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔۔۔اب اسے امی کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

بڑی بی اتنی ساری تیاریاں کرنا ہے اور نجانے یہ دلاور کا بچّہ کہا غائب ہو گیا ہے۔۔۔

یاور بتایا تو تھا۔۔۔۔اسے اس کے گھر والے مل گئے ہے تو وہ ہمیشہ کیلیے چلا گیا۔۔۔۔۔بڑی بی نے نظریں چُراتے ہوئے کہا۔

بڑی بی آپ اچّھی طرح سے جانتی ہے کہ وہ اس حویلی میں سب کے کتنے کام کرتا تھا۔۔۔۔اور اب تو اصل کام کرنے کا وقت تھا۔۔۔۔۔۔۔ایک تو ملازم بھی کتنے چھٹی پر ہیں۔

یاور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم سے کتنی دفعہ کہا ہے کہ وہ کوئی ملازم نہیں تھا۔۔۔۔بڑی بی نے تڑپ کر کہا۔

ہاں مجھے یاد ہے۔۔۔۔۔۔نوکر نہیں تھا تو کوئی مالک بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔اور نہ ہمارا سگا بھائی تھا۔ جسے ہم ہمیشہ سے اپنا سگا بھائی ہی سمجھتے تھے۔

دلاور کے ذکر پر بڑی بی کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا۔

ٹھیک ہے دلاور نامہ ختم کرو اور بتاؤ کیا کیا تیاریاں ہو چکی ہے۔

یاور انہیں سب کچھ بتانے لگا پر وہ سن ہی کہاں رہی تھی ان کے اندر برسوں پرانا اژدر جو کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

****

پا۔۔۔۔۔۔۔۔نی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نی

امی۔۔۔۔۔۔پانی۔۔۔۔۔۔آذر نے لپک کر ماں کو سہارا دینا چاہا۔۔۔

فاطمہ بیگم نے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

امی پہلے یہ پانی پی لیجئیے۔۔۔۔۔۔اب اس سے کیا ناراضگی۔۔۔۔آذر نے زبردستی ماں

کو پانی پلایا

مت کہو مجھے امی۔۔۔۔۔۔تم یہ حق کھو چکے ہو۔۔۔۔۔۔انہوں نے نظریں پھیرتے ہوئے کہا۔

ام۔۔۔۔۔۔۔ی۔۔۔۔۔۔پلیز آپ ایسا مت کہیے۔۔۔۔۔آذر نے شرمندگی سے کہا۔

تو اور کیا کہوں۔۔۔۔۔بتاؤ۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔کیا تمہیں سینے سے لگا لوں؟ یا پھر تمہیں چوموں؟ بہت بڑا کام کر کے آئے ہو نا تم۔۔۔۔وہ ایک دم آپے سے باہر ہو گئی۔

پلیز امی میری پوری بات تو سن لیجئے۔

اب کہنے سننے کو رہ کیا گیا ہے آذر شمشیر خان۔۔۔۔۔تم دس سال مجھ سے دور رہے۔۔۔۔ایک بار بھی یہ نا سوچا کہ ایسی حرکت کر کے تم نے مجھے کتنا دکھ دیا ہے۔۔۔۔۔۔اس حویلی میں میں نے کیا کم دکھ دیکھے تھے جو تم نے ایک اور دکھ دے دیا۔۔۔۔۔۔فاطمہ بیگم نے پھولی ہوئی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

یاخدا میری تربیت میں کیا کمی رہ گئی تھی کہ تو نے میرے سامنے میرے بیٹے کو لا کھڑا کر دیا۔۔۔۔۔اب فاطمہ بیگم ہچکیوں سے رونے لگی۔

امی۔۔۔۔آپ کی تربیت میں کمی نہیں تھی اور نہ ہی میں نے کوئی غلط قدم اٹھایا ہے۔۔۔۔بلکہ جو آپ نے مجھے سکھایا ہے وہی میں نے کیا ہے۔۔۔۔۔

اچّھا۔۔۔۔۔۔۔تو میں نے یہ سکھایا تھا تمھیں کہ تم ڈگری کی بجائے وہاں سے بیوی اور بچّہ لے آؤ۔

آپ کی قسم امی۔۔۔۔۔۔۔میں نے ان دس سالوں میں کبھی ایسی حرکت نہیں کی جس سے آپ کو شرمندہ ہونا پڑے۔۔۔۔۔۔۔آپ اتنا تو یقین رکھیئے۔

آذر کے قسم کھانے پر وہ تھوڑی ڈھیلی پڑی اور ایک جھٹکے سے آذر کو گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہھں تھا۔۔۔۔۔ویسے بھی وہ سب کو تو کھو چکی تھی اب آذر کو کھونے کی اُن میں ہمّت نہیں تھی۔

****

کومل کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھی۔۔۔۔۔۔کبھی ٹیلر کے پاس تو کبھی

پارلر۔۔۔مطلب آج کل پوری حویلی میں چہل پہل رہتی تھی۔

وقت کا کام ہے گزرنا۔۔۔اسی طرح سے پورا ایک مہینہ گزر گیا اور شادی کا دن بھی آگیا۔

پنک اور پرپل رنگ کا لہنگا پہنے۔۔۔۔حنائی ہاتھوں میں بھر بھر چوڑیاں۔۔۔۔پورے زیورات اور میک اپ میں دلہن بنی وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔اس پر دلہناپے کا خوب رنگ چڑھا تھا۔

نکاح ہوتے ہی ہر طرف مبارک کا شور ہونے لگا اور دعاؤں کے گھیرے میں وہ رخصت ہو کر اپنے پیا گھر اسلام آباد چلی گئی۔

پیچھے بڑی بی نے اس کے اچّھے نصیب کے لیے خوب دعائیں۔۔۔۔۔کیونکہ آج بھی وہ نصیب سے ڈرتی تھی۔

****

شادی کو کتنے سال ہوئے؟

سا۔۔۔۔۔۔ل۔۔۔۔۔۔امی۔۔۔۔۔صرف دو دن ہوئے ہیں۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو پھر یہ بچّہ کس کا ہے؟

میرا نہیں ہے۔۔۔۔۔

پھر اُس لڑکی کا ہے کیا؟

نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔آذر نے پھر تحمل سے جواب دیا۔

جب تمہارا نہیں ہے اُس لڑکی کا نہیں ہے تو پھر کس کا ہے؟

امی۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔یہ بچّہ مجھے وہی ملا جہاں پر وہ لڑکی ملی تھی۔

ملی تھی کا کیا مطلب ہے آذر؟ سچ کیا ہے صاف صاف بتاؤ۔۔۔فاطمہ بیگم کو اب تجسّس ہونے لگا۔

امی آپ ہی نے مجھے سکھایا تھا نہ کے لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے۔۔۔آذر نے ماں کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا۔

بات کو گول مول مت گھوماؤ آذر۔۔۔۔۔اب بتا بھی دو یہ لڑکی کب اور کہا ملی۔۔۔۔اور بچّہ کس کا ہے؟

جی امی۔۔۔۔۔۔بات وہ ہے کہ میں اپنے ٹیکٹس کنفرم کروا کر روم پر جارہا تھا کہ میرا

فون بجنے لگا اسے اٹھانے کے لیے میری نظریں سامنے اسکرین کی بجائے فون کی طرف ہو گئی تھبی میری گاڑی سے وہ لڑکی ٹکرا کر گر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔میں فوراً باہر نکلا تو دیکھا وہ زخمی ہو چکی تھی۔

آذر کو وہ پل پھر سے یاد آگیا جب وہ معصوم لڑکی تڑپ تڑپ کر مدد کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

دو دن پہلے۔۔۔۔۔۔

آپ کو تو بہت چوٹ لگی ہے چلیئے میں ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔ٹھ۔۔۔۔یک۔۔۔۔۔ہوں

اُس لڑکی نے خود کو اپنی چادر میں چھپاتے ہوئے کہا۔وہ بہت زیادہ خوفزدہ اور سہمی ہوئی تھی۔ماتھے سے خون رس رہا تھا۔۔۔پاؤں چپل سے آزاد تھے۔بس اُس نے ایک بچےؒ کو گود میں دبوچا ہوا تھا۔

دیکھیئے محترمہ آپ پلیز گاڑی میں بیٹھ جائیے۔

میں تو آپ کو جانتی نہیں ہوں۔۔۔۔۔تو کیسے بیٹھوں؟ وہ پہلے ہی اپنے اوپر ہونے والے

واقعے سے پریشان تھی تو اس اجنبی شخص پر یقین کیوں کرتی۔

دیکھئیے میں آپ کو صرف کلینک پر پٹی کروا کر گھر چھوڑ دونگا۔

گھر۔۔۔۔۔۔۔کونسا گھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔لڑکی اچانک سے چلائی۔

آذر کو اسکی دماغی حالت پر شک ہوا اور وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

رکیے۔۔۔۔۔۔میں چل رہی ہوں۔۔۔۔وہ اچانک ہوش میں آئی۔۔۔اتنی رات کو معصوم سے بچّے کو لیے کہا جاتی اس لیے خدا کا نام لے کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

عالیشان سے بنگلے کے ایک خوبصورت کمرے میں دلہن بنی کومل دھڑکتے دل کے ساتھ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

کھٹ کی آواز سے دروازہ کھلا۔۔۔۔۔۔۔اور کومل کا دل اور تیزی سے دھڑکنے لگا۔

اسلام وعلیکم۔۔۔۔۔۔۔حامد نے نزدیک آکر سلام کیا

کومل اپنے دھڑکتے دل پر قابو نہیں کر پا رہی تھی اور بار بار دونوں ہاتھوں کو رگڑتے ہوئے پزل ہو رہی تھی۔

آپ کہ یہاں سلام کا جواب نہیں دیا جاتا کیا؟۔۔۔۔اب حامد نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

جی۔۔۔۔۔۔وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔اُس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

دیکھو آج ہماری زندگی کا سب سے خوبصورت دن ہے اس لیے میں کچھ وعدے تم سے کروانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔حامد نے کومل کے نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے گمبھیر لہجے میں کہا۔

جی کہئیے۔۔۔۔۔میں سن رہی ہوں۔

میری ماں میری دنیا ہے کومل۔۔۔۔۔انھیں کبھی دکھ نہ دینا۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔میری ہر بات ماننا۔۔۔۔۔۔۔بولو مانو گی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حامد نے اقرار چاہا۔

جی سب بات مانو گی۔۔۔۔۔دھیرے سے اقرار کیا گیا۔

حامد نے ایک خوبصورت سی رنگ دراز سے نکالی اور کومل کی مخروطی انگلی میں پہناتے ہوئے اُس پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔

حامد کا لمس اپنے ہاتھوں پر محسوس کر کے کومل کو لگا اس کا دل ابھی باہر آ جائے گا۔

کومل۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم بہت زیادہ خوبصورت ہو جتنا سنا تھا اس سے بڑھ کر ہو۔۔۔۔۔۔۔۔حامد نے دھیمی آواز میں کہتے ہوئے اُسے خود کے ایک دم قریب کر لیا۔۔۔۔۔۔۔اور لیمپ بند کر دیا۔۔۔۔۔

****

کلینک سے پٹی کروانے کے بعد آذر نے گاڑی میں بیٹھ کر پوری توجہ سے اس ڈرپوک سی لڑکی کو دیکھا اور پوچھا جو ڈری ہوئی بیٹھی تھی۔

جی محترمہ آپ کو کہا چھوڑوں۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہاں دل چاہے چھوڑ دیجئیے۔۔۔

ارے او۔۔۔۔۔اپنے گھر کا پتہ بتاؤ۔

میرا نہ کوئی گھر ہے۔۔۔۔۔۔۔اور نہ کوئی گھر والے۔۔۔۔اس نے روتے ہوئے کہا

آپ مجھے یہی کہی اتار دیجئیے۔

دیکھئیے محترمہ مجھے بہت دیر ہو رہی اور رات بھی بہت ہو چکی ہے جلدی سے بول بھی دو۔۔۔۔اب کی آذر نے جھنجھلا کر کہا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔میرا۔۔۔کوئی گھر نہیں اسنے اور زور سے روتے ہوئے بچےؓ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

ہم۔۔۔۔۔۔۔آذر نے کچھ سوچ کر گھر کا رخ کیا۔

****

سورج کی ہلکی روشنی پردے کو پار کرتی کومل کی نیند کو ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔۔۔کچھ ہی دیر میں اُس کی جھالر جیسی پلکوں میں جنبش ہوئی اور کومل نے پٹ سے آنکھیں کھول دی۔ تھوڑی دیر وہ غائب دماغی سے لیٹی رہی۔۔۔۔۔پھر کیا تھا کروٹ لیتے ہی اس کی نظر بے خبر سوئے ہوئے حامد پر پڑی۔۔۔۔۔۔اس پر نظر پڑتے ہی کومل کا خوبصورت چہرہ شرم سے لال انار ہونے لگا۔۔۔۔۔۔اس کی دھڑکنیں رات کے حسین لمحات کو سوچ کر تیز سے تیز ہونے لگی۔۔۔۔۔وہ اپنی بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی ہوئی شاور لینے چلی گئی۔

حامد نے انگڑائی لیتے ہوئے آنکھیں کھولی اور پہلو میں کومل کو نہیں پایا۔۔۔۔۔تبھی اسے شاور لینے کی آواز آئی اور وہ مسکراتا ہوا بالکونی میں تازہ ہوا لینے چل دیا۔۔۔۔۔

کومل نے شاور لیا اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کر رہی تھی تبھی آئینے میں حامد کا مسکراتا ہوا عکس دیکھائی دیا۔

شادی کی پہلی صبح مبارک ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ مسسز حامد۔۔۔۔۔۔کومل کو اپنے بازوں کے گھیرے میں لیتے ہوئے حامد نے کہا۔

آ۔۔۔پ۔۔۔کو بھی۔۔۔وہ دھیرے سے بولی۔

ویسے کافی خوبصورت ہو۔۔۔۔حامد نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا۔

اچّھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ امی ہمارا انتظار کر رہی ہونگی۔۔۔کومل نے راہ فرار کے لیے بہانا بنایا۔

اچّھا جی۔۔۔۔اب ہم سے ہی بہانے بازی کی جا رہی ہے حامد نے کہتے ہوئے گستاخی کرنی چاہی تبھی دروازہ ناک ہوا اور کومل جھٹکے سے دور ہو گئی۔

بیٹا ناشتہ لے کر کومل کے گھر والے آتے ہونگے جلدی سے تیار ہو جاؤ۔

جی امی۔۔۔۔۔میں تمہاری بعد میں خبر لونگا کومل سے کہتے ہوئے سیٹی بجاتے وہ واش روم میں گھس گیا۔

کومل نے اپنی سانسیں بحال کی اور جلدی جلدی تیار ہونے لگی۔

****

گاڑی ایک جھٹکے سے روکی اور آذر گاڑی سے باہر نکل آیا۔

لیکن وہ محترمہ ابھی بھی نجانے کن سوچوں میں ڈوبی تھی کے چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔

ہیلو۔۔۔آذر نے اُس لڑکی کے آگے ہاتھ لہرایا۔

ک۔۔۔۔یا۔۔۔کیا ہوا؟۔۔۔۔اُس نے غائب دماغی سے پوچھا۔

اب کیا آپ کو گاڑی سے اترنے کے لیے انویٹیشن کارڈ دینا ہوگا۔آذر نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

اوہ۔۔۔۔۔اچّھا۔۔۔۔پر میں کہا جاؤ نگی۔۔۔۔اُس نے ایک بار پھر احتجاج کیا۔

فلحال تو آپ میرے فلیٹ پر چلیئے رات کافی ہو چکی ہے۔

نہیں۔۔۔فلیٹ۔۔۔۔۔پر۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔چلو بنو تیار ہو جاؤ

اب تم پھر کسی کی رات کی زینت بننے جا رہی ہو۔۔۔۔۔۔یہ سوچتے ہی اُس نے

جھر جھری لی اور نہیں۔۔۔۔۔نہیں چلانے لگی۔

دیکھیئے محترمہ میرے پاس کوئی فالتو وقت نہیں ہے ویسے بھی مجھے کل اپنے ملک واپس جانا ہے۔۔۔مجھے بہت کام ہے۔

اپنے ملک۔۔۔۔۔۔ان الفاظ کو سنتے ہی اُس کے اندر پھرتی آئی۔

دیکھیئے میں اکیلا نہیں رہتا ہوں۔۔۔سلطانہ بی بی بھی ہے۔۔۔اب کی آذر نے تحمل سے کہا۔

سلطانہ بی بی۔۔۔اپنے ملک۔۔۔۔۔۔یہ الفاظ اس کے گرد گھومنے لگے تبھی بچّے کی تیز آواز کانوں میں پڑی اور وہ اسے سینے سے لگاتی آذر کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

****

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔۔کومل نے شرماتے ہوئے سلام کیا۔

سرخ لانگ فراک جس پر زرتوشی کا کام تھا اور چوڑی دار پاجامہ پہنے۔۔۔۔بالوں کا ایک اسٹائل بنائے۔۔۔ہلکی پھولکی جیولری اور میک اپ میں کومل بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔میری بیٹی تو ایک دن میں ہی اور زیادہ خوبصورت ہو گئی ہے۔۔۔۔بڑی بی نے کومل کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

کیوں بھئی حامد ایسا کیا کر دیا تم نے کہ میری گڑیا الگ الگ سی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔یاور نے بھی اسے چھیڑا۔

آ۔۔۔ہم۔۔۔۔۔ہم ہے ہی ایسے کے دنیا کو بدل دے تو آپ کی بہن کیا چیز ہے۔۔۔آذر نے بھی مسکراتے ہوئے فرضی کالر جھاڑے۔

اسی طرح ہنسی مزاق کرتے ہوئے خوشگوار ماحول میں سب نے ناشتہ کیا۔

بیٹا اب ہمیں اجازت دو۔۔۔۔۔چلیئے بہن ہم چلتے ہیں۔بڑی بی نے رخسانہ بیگم سے بھی اجازت لیں۔

آنٹی اب ولیمے پر ملاقات ہو گی حامد نے ادب سے کہا۔

ہاں بیٹا ضرور ملاقات ہو گی۔

کومل بیٹا اپنا خیال رکھنا بڑی بی نے گلے ملتے ہوئے کہا۔

آنٹی آپ فکر نہ کریئے ہم اپنی بیگم کا خیال رکھنے کے لیے چوبیس۔۔۔۔۔بلکہ

اڑتالیس گھنٹوں کے لیے تیار ہے۔

حامد کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا اور وہ لوگ گھر کے لیے روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔ بڑی بی کومل اور حامد سے مل کر بہت خوش تھی اور خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ ان کی بیٹی کو اتنا پیارا جیون ساتھی ملا۔

****

سلطانہ بی بی۔۔۔۔۔۔ سلطانہ بی بی

آذر بابا آپ آ گئے۔۔۔۔۔۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔

نہیں میں کھانا اپنے کمرے میں کھاؤنگا۔۔۔۔۔ آپ ان محترمہ کو ذرا گیسٹ روم میں چھوڑ دیجیے۔۔۔۔۔ وہ فریش ہو جائے تو آپ اس کے ساتھ ہی کھانا کھا لینا۔

آذر کے کہنے پر سلطانہ نے تھوڑا پریشان ہوتے ہوئے اس لڑکی کی طرف دیکھا جو بچّے کو خود میں دبوچے ہوئے تھی۔

جیسا آپ کہے آذر بابا۔۔۔۔۔۔ سلطانہ بہت کنفیوز تھی کے آخر یہ لڑکی کون ہے۔

آذر اپنے کمرے میں جاتے ہوئے پلٹا۔۔۔۔ بی بی جب یہ محترمہ فارغ ہو جائے تو انھیں

میرے روم میں بھیج دینا۔۔۔۔وہ اپنی بات مکمل کر کے روم میں گھس گیا۔

یہ آذر بابا کو کیا ہو گیا کس لڑکی کو اٹھالائے ہے۔۔۔۔۔سلطانہ نے سوچتے ہوئے لڑکی کو گیسٹ روم میں چھوڑ دیا۔

****

کومل اور حامد کے ولیمے کی تقریب بہت ہی شاندار تھی۔

میرون رنگ کے کامدار گاؤن اور نفیس سے میک اپ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔تو حامد بھی بلیک تھری پیس سوٹ میں اسمارٹ لگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ولیمے کا فنکشن بہت اچھی طرح سے اختتام پزیر ہوا۔۔۔۔۔

کومل بہت تھک گئی تھی اور اپنے آپ کو ہیوی کپڑوں اور زیورات سے آزاد کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

مسسز ہمارے ساتھ ناانصافی تو نہیں کیجئے۔۔۔۔۔کومل اپنے آپ کو زیورات سے آزاد کر رہی تھی تبھی حامد کی بات پر رک گئی۔

میں نے کونسی ناانصافی کر دی جناب۔۔۔۔کومل نے مسکرا کر پوچھا۔

سب کے سامنے تم اتنی تیار ہو کر بیٹھی تھی اور جب ہماری باری آئی تب آپ سب اتار رہی ہو۔۔۔۔۔۔ ہمیں بھی تو ہماری خوبصورت بیوی کا دیدار کرنے دو۔۔۔ حامد نے معصومیت سے کہا۔

کیا آپ آنکھیں بند کر کے بیٹھے تھے؟

ہاں ایسا ہی سمجھیئے۔۔۔۔۔۔۔ ابھی تو ہم نے اپنی آنکھیں کھولی ہے۔۔۔۔۔ مسسز تاکہ اس خوبصورت حسینہ کا دیدار کیا جائے۔۔۔

کون خوبصورت حسینہ؟ کومل نے تنگ کرنے کے لیے کہا۔

تم اور کون۔۔۔۔ حامد نے اس کے کانوں میں سرگوشی کیں۔

اوہ۔۔۔۔۔اب اتنی بھی تعریف مت کیجیئے۔۔۔۔ وہ جھینپتے ہوئے بولی۔

شکر کرو تعریف تو کر رہا ہوں۔۔۔ کم سے کم تمہاری طرح کنجوس تو نہیں ہوں۔

کنجوس۔۔۔۔ کس کو کہا آپ نے۔۔۔ کمر پر ہاتھ رکھے کومل بالکل لڑنے کو تیار تھی۔

کنجوس نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔۔۔ تم نے کی میری تعریف کہ کیسا لگ رہا ہوں۔۔۔ حامد نے اس کی ناک کھینچی۔

آپ بھی اچّھے لگ رہے ہو۔۔۔۔۔۔اس نے شرماتے ہوئے کہا۔

بس اچّھے لگ رہے ہو۔۔۔۔ارے یار میں تو پیدا ہی اسمارٹ ہوا ہوں۔۔۔۔۔وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔

حامد کے الفاظ اور انداز پر کومل ہنستے ہی چلی گئی۔۔۔۔۔۔اور حامد اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔کومل کے گال میں پڑنے والے ڈیمپل اسے اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔۔۔۔۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں چلتا اسے اپنے آپ میں سمیٹ لیا۔۔۔۔۔

کومل بہت خوش تھی اپنی قسمت پر۔۔۔۔۔۔وہ اپنے آپ کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اور تقدیر اس کی خوش فہمی پر مسکرا رہی تھی۔

****

ٹھک ٹھک۔۔۔۔۔۔کسی نے دستک دی۔

دروازہ کھلا ہے۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔میں اندر آجاؤ؟اس لڑکی نے تھوڑا ڈرتے اور جھجھکتے ہوئے

کہا۔

آیئے تشریف رکھیے۔۔۔آذر نے نرمی سے کہا۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی کمرے کے بیچ میں آکر رک گئی۔

ارے۔۔۔۔۔رے۔۔۔۔۔آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جایئے۔۔۔۔۔۔آذر نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

جی۔۔۔۔۔۔وہ جلدی سے بیٹھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کا نام کیا ہے؟

راحیلہ۔۔۔۔۔۔اس نے دھیرے سے کہا۔

اچّھا تو مس راحیلہ آپ کا مسئلہ کیا ہے؟

کونسا مسئلہ؟راحیلہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

ارے وہی آپ کہہ رہی تھی نا آپ کا کوئی گھر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔تو کیا آپ سڑک پر رہتی ہو اور لوگوں کی گاڑیوں سے ٹکراتی رہتی ہو۔

نہیں اب ایسا بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔وہ دراصل میرا جو گھر تھا شاید وہ میرا تھا ہی نہیں۔

دیکھئیے مس راحیلہ اب آپ ہی بتایئے کہ میں آپ کو کدھر چھوڑوں۔۔۔اور پلیز میری آپ سے التجا ہے کہ آپ جلد سے جلد مجھے بتادے کیونکہ میری کل رات کی فلائٹ ہے مجھے اپنے ملک اپنے گھر جانا ہے۔

آپ پلیز مجھے بھی اپنے ساتھ اپنے ملک لے چلیئے۔۔۔۔راحیلہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور آذر کے قدموں میں آکر گڑ گڑانے لگی۔

لیکن میں آپ کو اپنے ساتھ کیسے لے جاسکتا ہوں۔۔۔۔۔۔میں تو آپ کو جانتا تک نہیں۔۔۔۔۔۔۔

دیکھئیے صاحب جی۔۔۔۔میں مانتی ہوں کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہیں۔۔۔۔لیکن بس آپ مجھ پر ایک احسان کر دیجئے۔۔۔۔۔مجھے اس دیش لندن سے نکلوا دیجئیے۔۔۔۔۔اس نے پھر سے التجا کیں۔

لیکن آپ میرے ساتھ کیسے جاسکتی ہیں۔۔۔۔آذر نے اسے سمجھانا چاہا۔

دیکھیئے صاحب جی آپ ایک اچّھے انسان لگتے ہو بس مجھے یہاں سے نکلوا دیجئے۔۔۔۔۔۔۔ نہیں تو وہ مجھے برباد کردے گا۔۔۔۔۔پلیز میری مدد کریئے۔۔۔ کہتے ہوئے وہ اور زور سے رونے لگی۔

وہ کون مس راحیلہ ؟کون آپ کو برباد کرنا چاہتا ہے؟

میرا شوہر۔۔۔۔۔۔۔وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔

سوری آپ میاں بیوی کے مسئلے میں میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔۔۔۔کیونکہ بعد میں آپ دونوں ایک ہی ہو جائینگے اس لیے پلیز آپ اپنے شوہر کے پاس واپس لوٹ جایئے۔آذر نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

میں واپس نہیں جاسکتی ہوں۔۔۔۔۔راحیلہ نے تڑپ کر کہا۔

آخر کیوں نہیں جاسکتی ہو مس راحیلہ۔۔۔۔۔۔دیکھیئے مس میری تو شادی ہوئی نہیں ہے اس لیے مجھے کوئی تجربہ نہیں لیکن اتنا تو سنا ہے کہ میاں بیوی میں چھوٹے موٹے جھگڑے ہوتے ہی رہتے ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ اپنا گھر چھوڑ دے۔۔۔۔۔۔آذر نے بہت نرمی سے اس بیوقوف لڑکی کو سمجھانا چاہا۔

اس نے مجھے طلاق دے دی ہے۔۔۔۔۔۔اب بتایئے صاحب میں کیسے جاؤ واپس۔۔۔۔۔راحیلہ نے دکھ سے کہا۔

کیا طلاق دے دی۔۔۔۔۔ لیکن کیوں؟ کیا اسے اپنے بچّے کا بھی خیال نہیں آیا؟

یہ بچّہ ہمارا نہیں ہے۔۔۔۔۔

تو پھر کس کا ہے؟

یہ مجھے تب ملا جب میں اپنی جان اُس درندے سے بچا کر بھاگ رہی تھی۔

آپ جان بچا کر کیوں بھاگ رہی تھی؟۔۔۔اس نے طلاق دے دی۔آذر نے نا سمجھتے ہوئے کہا۔

کیونکہ وہ ایک درندہ ہے۔۔۔۔۔۔راحیلہ نے چلا کر کہا۔

آپ اپنے گھر والوں کو بتا دیجئیے کہ اس نے طلاق دے دی۔۔۔آذر نے مشورہ دیا۔

میرا کوئی نہیں ہے جس سے جا کر کہوں۔۔۔۔۔بس نکاح پڑھوا کر رشتے داروں نے بھیج دیا۔۔۔۔میں بھی خوش تھی کہ لندن رہو نگی۔۔۔۔۔ لیکن یہاں آکر تو میرے قدموں سے سمجھئیے زمین ہی کھسک گئی۔۔۔۔۔۔اُن لمحات کو یاد کر کے راحیلہ نے

جھر جھری لی۔

کب ہوئی تھی شادی؟اب کی بار آذر نے کچھ سوچتے ہوئے بہت نرمی سے کہا۔

دو دن پہلے۔۔۔۔۔۔اس نے دھیرے سے کہا۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔اب کی بار آذر کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔مطلب دو دن پہلے نکاح ہوا اور طلاق بھی ہو گئی

جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔راحیلہ بس روئے جارہی تھی۔

دیکھیئے مس راحیلہ حوصلہ رکھیئے۔۔۔۔۔۔اور اگر آپ مناسب سمجھے تو مجھے بتا سکتی ہو کہ اس نے طلاق کیوں دی؟

راحیلہ نے اس اجنبی شخص کی طرف تڑپ کر دیکھا جو اجنبی ہو کر بھی اپنا اپنا سا لگ رہا تھا اور ایک وہ شرجیل جس نے اپنا ہو کر بھی دھوکہ دیا۔

نہیں بتانا تو مت بتایئے۔۔۔۔۔۔راحیلہ کو سوچوں میں گھرا دیکھ کر آذر نے کہا۔

میرا دل چاہ رہا ہے میں آپ کو سب بتا دوں تا کہ آپ میری مدد کریں۔

جی بتایئے۔۔۔۔۔آذر پوری طرح سے متوجہ ہوا۔

نکاح ہوتے ہی شرجیل نے مجھ سے کہا کہ ہماری ابھی کی فلائیٹ ہے۔۔۔۔۔تب رشتے داروں نے بھی مجھے روانہ کر دیا۔۔۔۔۔ہم رات کو جیسے لندن پہنچے۔۔۔۔تب مجھے شرجیل عالیشان سے گھر میں لے گیا۔۔۔۔گھر دیکھ کر میں اپنے آپ پر فخر کرنے لگی۔۔۔۔۔اس نے مجھے کہا اسے ضروری کام ہے میں سو جاؤ۔۔۔۔۔تھوڑی دیر تو میں کمرے میں رہی نیند نہیں آئی تو میں گھر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔سب دیکھنے کے بعد ایک ادکھلے دروازے سے آتی آوازوں نے میرے اوسان خطا کر دیئے۔۔۔۔۔۔شرجیل ایک ادھیڑ عمر کے شخص سے کہہ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔اس بار بہت ہی بھاری مچھلی پھنسی ہے۔۔۔۔۔ایسا حسن کی آپ دیکھتے ہی اپنے ہوش کھو بیٹھو گے۔۔۔۔۔۔۔وہ یہی ہے ابھی لے کر آیا ہوں بس آپ مجھے میری رقم دے دے۔۔۔۔۔آپ نے ایک رات کا کہا تھا نا لیکن اسے دیکھ کر شاید آپ ہفتے تک بک کر لو گے۔۔۔۔۔لیکن سن لیجئے۔۔۔۔ہفتے سے زیادہ نہیں ملے گی کیونکہ اور بھی کسٹمرس سے میری ڈیل ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔شرجیل کے مکروں چہرے اور اس کی باتوں نے میرا دل تو توڑا۔۔۔۔۔ساتھ اب میں ڈرنے بھی لگی کہ کیا کروں۔۔۔۔۔یہ سب سننے کے بعد مجھ سے کھڑا نہیں رہے جا رہا تھا لیکن میں کھڑی رہی تا کہ سب کچھ جان کر اپنی جان بچا سکوں۔۔۔۔۔ایک بار پھر شرجیل نے کہا۔۔۔۔۔۔بس دو تین گھنٹے انتظار کیجئے اس

کے حسن کو اور چاند لگوانے کے لیے رحیمہ کو بلوایا ہے وہ اسے سجادے گی۔۔۔۔۔اور

اور۔۔۔۔۔ذرا میں بھی تو اپنی پیاس بو جھا لوں۔۔۔۔اس نے کمینگی سے ہنستے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔۔۔شر جیل سے پہلے میں کمرے میں آئی اور جلدی جلدی نکاح

نامہ۔۔۔۔پاسپورٹ اور ضروری کاغزات کو چیک کیا۔۔۔۔۔اب جو کرنا تھا مجھے خود

کرنا تھا۔۔۔۔۔۔ تبھی شر جیل نے ڈارلنگ کہتے ہوئے مجھے اپنے قریب کرنا

چاہا۔۔۔۔۔۔ مگر میں نے اسے ڈھکیل دیا۔۔۔۔۔۔تب بھی وہ زبردستی کرنے کی

کوشش کرنے لگا۔۔۔۔اس وقت میری برداشت کی حد ختم ہونے لگی تو میں نے اسے

تھپڑ مار دیا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور

اور کیا راحیلہ؟راحیلہ کے ٹپ ٹپ گرتے آنسو اور اچانک ہونے والی خاموشی کو دیکھتے

ہوئے آذر نے اسے بولنے پر اکسانا چاہا۔۔۔۔۔۔۔

مگر راحیلہ تو اس کمرے میں پہنچ چکی تھی جہاں شر جیل نے اسے دھوکہ دیا

تھا۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے سب مناظر گھومنے لگے اور وہ اپنی سوچ میں بہت

پیچھے چلی گئی۔

راحیلہ نے شر جیل کو تھپڑ مارا۔۔۔۔۔۔

تمہارا سارا گھناؤنا پلان میں سن چکی ہوں جو کبھی پورا نہیں ہو گا۔۔۔۔راحیلہ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

تم میری بیوی ہو۔۔۔۔میں تمہارے ساتھ کچھ بھی کروں۔

جی نہیں مسٹر شرجیل آپ شوہر ہے تو جو کہے گے تو وہ میں کرلو نگی۔۔۔۔۔۔ہرگز نہیں۔۔۔۔ویسے بھی میں مانتی ہوں ہمارے اسلام میں جتنی عزت شوہر کو دینے کو کہی گئی ہے اور حکم ماننے کو کہا گیا ہے۔۔۔۔تو ساتھ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جائز حکم مانا جائے۔۔۔۔۔راحیلہ کسی بھی طرح سے اسے رام کرنا چاہتی تھی۔

تمہیں پتا نہیں کیا اگر خدا کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو وہ شوہر کو ہوتا۔۔۔۔اس لیے جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرو۔۔۔۔۔شرجیل نے ڈھیٹائی سے کہا۔

تھو ہو تم پر مسٹر شرجیل۔۔۔اتنا بیوی بیوی اور حکم حکم کر رہے ہو تو زرا سوچو میں آپ کی بیوی ہوں اور کوئی بھی عزت دار شوہر اپنی بیوی کو یوں نامحرموں کی سیج نہیں سجاتے دیکھ سکتا۔۔۔۔۔راحیلہ نے پھر اسے سمجھانے کی کوشش کیں۔۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے میں تمہیں طلاق دے دیتا ہوں۔۔۔۔۔وہ خباثت سے ہنسا۔

نہیں ایسامت کریئے۔۔۔۔۔۔میں آپ کی خدمت کرونگی۔۔۔۔آپ اپنے گندے کاموں کو چھوڑ دیجئیے اور خدا سے معافی مانگ لیجئیے وہ آپ کو معاف کر دے گا۔۔۔۔۔اس نے دوبارہ شرجیل کو سمجھانے کی کوشش کیں۔

ارے او محترمہ میں نے تم کو یہاں کوئی لیکچر دینے کے لیے نہیں لایا ہے۔۔۔۔۔ویسے بھی میرا کام تمہارے حسن سے فائدہ اٹھوانا ہے۔۔۔۔۔اور تم پہلی لڑکی تھوڑی ہو جس کے حسن کو دیکھ کر میں اپنا کام چھوڑ دوں۔۔۔میں اسی طرح سے کام کرواتا ہوں سمجھی تم۔۔۔۔۔شرجیل نے اب بھی ڈھیٹائی سے ہی کہا۔

سوچو میں بیوی ہوں آپ کی۔۔۔۔۔۔اپنے ضمیر کو جگائیے۔۔۔۔۔پلیز

شرجیل۔۔۔پلیز۔۔۔۔راحیلہ نے اسکے ضمیر کو جھنجھوڑنا چاہا۔۔۔۔۔۔مگر کہتے ہے نا جب ضمیر مرجاتا ہے تو انسان کچھ بھی کر جاتا ہے۔۔۔۔۔اس وقت وہی حال شرجیل کی تھی جو اپنی منکوحہ کو دوسروں کے سامنے پیش کر کے بس پیسہ کمانا چاہتا تھا۔

بس۔۔۔۔۔۔میں شرجیل خان پورے ہوش و حواس میں تمہیں

طلاق۔۔۔۔۔۔طلاق۔۔۔۔۔۔طلاق دیتا ہوں۔

جاری ہے۔۔

نوٹ۔۔۔۔۔۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ پڑھ کر اپنی رائے ضرور دے۔

دعاؤں کی طلبگار

کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین